(قسط ۲)

شہید ملت میر واعظ کشمیر مولوی محمد فاروق

حیات، خدمات اور کارنامے

ایک سرسری جائزہ

(از:۔ محمد سعید الرحمٰن شمس ۔ مدیر نصرۃ الاسلام، کشمیر)

اس لیے ان حالات کے پیش نظر "ایمنسٹی انٹرنیشنل" جیسی انسانی حقوق کی محافظ تنظیم کی توجہ اس طرف مبذول کرانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

میں آپ سے اپیل کر رہا ہوں کہ بھارت سرکار (جو دنیا میں سب سے بڑی جمہوریت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے) پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ وہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی چارٹر پر عمل درآمد کرے اور کشمیر کے لوگوں کے انسانی و جمہوری حقوق کو بحال کرے میری درخواست ہے کہ:۔

"کشمیر کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے اور بچشم خود انسانی حقوق کی پامالی، بے گناہ نوجوانوں کی اندھا دھند گرفتاری، آئین و قانون کی بیخ کنی اور خوف و دہشت کے ماحول کا مشاہدہ کرنے کے لیے "ایمنسٹی انٹرنیشنل" اپنا ایک وفد (. Amnesty International) کشمیر بھیجنے کا نظم کرے"۔ (میر واعظ مولوی محمد فاروق)

حقیقت یہ ہے کہ جامع مسجد پولیس آپریشن کے بعد ظلم و بربریت، تشدد و جارحیت، سرکاری دہشت گردی اور انسانی حقوق کی سنگین نوعیت کی پامالی ایک طویل داستان ہے۔ شبانہ یوم وادی کشمیر میں کوئی لمحہ ایسا

نہیں گذرتا ہے کہ یہاں کے نہتے، مظلوم و بے گناہ لوگوں کو گولیوں کا نشانہ نہ بننا پڑتا ہو۔

اتحاد و اتفاق کے داعی

شہید ملت میر واعظ مولوی محمد فاروق کی یہ زبردست دلی خواہش اور مسلسل کوشش تھی کہ مسلمانانِ عالم وحدت کلمہ کی بنیاد پر متحد و منظم ہو جائیں اور صیہونی، سامراجی، اور لادین قوتوں کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ناپاک سازشوں کو ناکام بنائیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے ملک اور ملک سے باہر دورہ کر کے عوام و خواص سے خطابات کیے اور باہمی اتحاد اتفاق اور عالمگیر اخوت کا پیغام عام کرنے کے لیے جو مثبت کوششیں کیں۔ وہ ایک مستقل موضوع ہے۔ تاہم سنہ ۱۹۸۰ء دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ میں تقریباً ۳۰ لاکھ فرزندانِ توحید کے فقید المثال اور عظیم الشان اجتماع سے شہید ملت کا تاریخی اور انقلاب انگیز خطاب اور اس سے قبل دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مظاہر العلوم سہارنپور، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی علمی مجلسوں میں تقاریر و بیانات، سنہ ۱۹۸۲ء میں شہید ملت کا علامہ خمینی مرحوم کی خصوصی دعوت پر دورۂ ایران، سنہ ۱۹۸۱ء میں جنوبی ہند کی تین اہم ریاستوں، تامل ناڈو، کرناٹک، اور آندھرا پردیش کے مرکزی مقامات کا تفصیلی دورہ، اور پھر دہلی، کلکتہ، بمبئی، بڑودہ، کانپور اور گجرات کے بعض مرکزی مقامات کا دورہ اور عوامی اجتماعات سے اہم خطابات اور پھر سنہ ۱۹۸۵ء میں سعودی عرب سمیت مختلف خلیجی ممالک کا مطالعاتی دورہ اسی تڑپ، فکر اور جذبہ کی وجہ سے تھا جو شہید ملت کی زندگی کا مقدس مشن اور نصب العین تھا، شہید ملت میر واعظ مرحوم مسلمانانِ

ریاست کے باہمی اتحاد و یکجہتی کے بھی سب سے بڑے علمبردار اور داعی تھے اور کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے کہ جس میں ملت کے خواص اور "دل و دماغ" کو اکٹھے ایک ہی مجلس میں جمع کر سکیں۔

۱۹۸۳ء کے انتخابات میں شہید ملتؒ نے قوم کے اجتماعی اور وسیع تر مفاد کی خاطر نصف صدی کا ناسور "شیر بکرا تنازعہ" کو دفن کرنے کے لیے ایسی سیاسی حکمت عملی اپنائی جس سے ریاست میں مسلمانوں کے باہمی اتحاد و اتفاق کو زبردست فروغ ملا بلکہ آگے چل کر اقدام کشمیر میں حالیہ تحریک کی بنیاد فراہم کرنے میں نمایاں تر رہا، داخلی و خارجی سازشوں کے باوجود شہید ملتؒ اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔

شہید ملتؒ اور دعوت و تبلیغ

شہید ملت میر واعظ مولوی محمد فاروق رح

دعوت الی اللہ کے جذبات سے سرشار اور فکر اسلامی کے حامل تھے پوری زندگی بنیادی لحاظ سے اس مقدس مشن کی آبیاری کرتے رہے اور لاکھوں لوگوں تک دعوت حق پہونچانے کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ نے بے پناہ مشکلات، مسائل اور ناموافق حالات کے باوجود امت مسلمہ کو عموماً اور اہل کشمیر کو خصوصاً اسلام کا دلدادہ اور شیدائی بنانے، انہیں اسلامی تعلیمات دینی اقدار، ملی تقاضوں اور اپنے انفرادی تشخص سے روشناس کرانے کی بھرپور کوشش کرتے رہے۔ وہ اسلام کو ایک مکمل دین اور ضابطۂ حیات سمجھتے تھے اور ایک فلاحی اسلامی معاشرہ کے قیام کے لیے خدا ترس اور باخبر قیادت اور افراد کی صحیح تربیت پر زور دیتے رہے۔

"امت مسلمہ" کی کامیابی اور سربلندی کے لیے اسلام، ایمان، اتحاد،

[illegible] کے ساتھ ساتھ ان کے مابین عملی اشتراک و تعاون اور اتحاد و اتفاق کو ناگزیر قرار دیتے رہے۔ آپؒ کی پوری زندگی اسی فکر و نظریہ جہد کی آئینہ دار رہی شہید ملتؒ اسلام کی سربلندی، ملی وقار کی بحالی اور ملی حقوق کی آزادی کی خاطر اپنی ہی سرزمین میں شہید کیے گئے۔ شہادت کے آخری لمحہ تک شہید رہنما نہایت ہی دانشمندی، بالغ النظری اور ہوشمندی کے ساتھ کشمیری عوام کی سیاسی قیادت اور دینی تربیت اور اخلاقی تعمیر میں مصروف رہے ان کی زبان حق گوئی اور حق شناسی سے کبھی باز نہیں رہی۔

شہید ملتؒ کشمیر سمیت عالم اسلام کے دینی منصب کی رونق، علم و دانش، سوجھ بوجھ اور فکر و فہم کے ساتھ انسانی محبت اور عظمت کا مظہر، اور اخلاق و اخلاص کے پیکر بھی تھے۔ شہید ملتؒ دینِ اسلام کے بلند پایہ داعی، وسیع النظر عالم دین، مفکر اسلام، دانشور اور مصلح قوم تھے۔

شہید ملتؒ نہ صرف ایک بین الاقوامی شہرت کے حامل مذہبی اور سیاسی رہنما تھے بلکہ اسی کے ساتھ عالم انسانیت کے سچے بہی خواہ، کشمیریوں کے بے باک ترجمان اور وحدت انسانی کے علمبردار اور پیام انسانیت کے سفیر تھے۔ آپؒ نے پوری زندگی اپنے قول و فعل اور کردار و گفتار سے اسلام، ایمان اور اتحاد کے بنیادی اصولوں کی آبیاری کی اور آخر میں حق و انصاف اور اسلام و آزادی کی خاطر اپنی قیمتی جان کا نذرانہ بھی پیش کر دیا۔

اسلاف کی روایات کے امین

شہید ملت میرواعظ مولوی
محمد فاروق [illegible]

معروف اور معرکۃ الآراء خاندان "میرواعظین" کی [illegible] [illegible] بلکہ جیسے ہوئے زمانہ، نازک سیاسی صورتحال، اور [illegible]

معاشی اور حقائق کے مطابق اس میں نئے فکر و نظر، جدید مطالعہ حقیقت پسندی اور کشمیر سے باہر ملک کے ملی مسائل و مصائب کا علم و احساس۔ مختلف ملی جماعتوں کے ساتھ اشتراک عمل اور عالم اسلام کے ساتھ وابستگی اور بندھ و تعلق کا اضافہ کیا۔

شہید ملتؒ ریاست کے قدیم تعلیمی، دینی، ثقافتی ادارہ "انجمن نصرۃ الاسلام" اور "انجمن اوقاف جامع مسجد" کی سربراہی کے علاوہ ملک کی متعدد اسلامی تنظیمات خاص طور پر "کل ہند مسلم مجلس مشاورت" اور "کل ہند مسلم پرسنل لا بورڈ" کے معزز رکن کی ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برآ ہوتے رہے اور اس طرح پورے ملک کے مسلمانوں کے ملی اور سیاسی مسائل حل کرانے کے لیے تعمیری جد و جہد آپ کا ایک منفرد کردار تھا۔

شہید ملتؒ ہر سال بیسیوں اجتماعات سے مخاطب ہوتے اور لاکھوں انسانوں تک پیغام حق پہونچاتے۔ یہ اجتماعات خالص دینی بھی ہوتے جن میں قرآن و حدیث اور مسائل دینیہ کا بیان ہوتا اور دنیوی اجتماعات بھی ہوتے جن میں مسائل تعلیم، معاش و معیشت اور عوام کے سماجی اصلاحی پہلو اور امور بھی زیر بحث آتے۔ اور خاص خاص مرحلوں پر سیاست بھی زیر غور رہتی اس میں ریاست جموں و کشمیر کی سیاست اہم ترین موضوعات میں سے ہوتی۔ لیکن ایسے مواقع بھی آتے کہ جب اپنی اسٹیٹ کی سیاست سے ایک قدم آگے بڑھا کر پورے ملک کی سیاست اور ہند و پاک کے تعلقات پر اظہار خیال میر واعظؒ کی تقریر کا موضوع بن جاتے حتیٰ کہ عالم اسلام کے مسائل اور بین الاقوامی سیاست بھی شہید ملتؒ کے موضوعات کے دائرے میں آجاتے۔!

شہید ملتؒ اور اکابر علم و فضل

شہید ملت میر واعظ کشمیر مرحوم کا ملک، برصغیر اور عالم اسلام کے چوٹی کے علماء و فضلاء، دانشوروں، سیاست دانوں، سفارت کاروں، صحافیوں اور ادیبوں سے خصوصی علمی روابط، تعلقات اور اکثر و بیشتر کے ساتھ باہمی مراسلت اور مکاتبت بھی تھی۔ ملک کے جن اکابر علم و فضل سے اکثر و بیشتر مختلف تقریبات کے مواقع پر ملاقاتیں رہتی تھیں ان میں حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ، مبلغ اسلام حضرت مولانا سید ارشاد احمدؒ، محقق زماں پروفیسر مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ، مفکر ملت مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ، مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادی، شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا مہاجر مدنیؒ، حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الندوی، امیر شریعت حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی، شیخ التفسیر مولانا سید انظر شاہ کشمیری، خطیب عصر مولانا محمد سالم القاسمی، جناب مولانا سید اسعد المدنی، جناب مولانا عبد الکریم پاریکھ، جناب مولانا اخلاق حسین قاسمی، جناب قاضی زین العابدین میرٹھی، جناب مولانا حامد الانصاری غازی، جناب مولانا عبد اللہ عباس ندوی، جناب مولانا ریاض احمد فیض آبادی، جناب مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، جناب مولانا وحید الدین خاں، حضرت امام عبد اللہ بخاری، جناب مولانا احمد علی قاسمی، جناب مفتی فضیل الرحمن عثمانی، جناب پروفیسر سید حامد، جناب پروفیسر شاہ منظور عالم، جناب پروفیسر اطہر دہلوی، جناب پروفیسر وحید الدین ملک، جناب ڈاکٹر ماجد علی خاں، جناب مولانا بدر الحسن قاسمی، جناب سید شہاب الدین، جناب ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، جناب مولانا

رابع ندوی، جناب ابراہیم سلیمان سیٹھ، جناب جی۔ ایم بنات والا، جناب سید صلاح الدین اویسی، جناب عزیز سیٹھ، جناب ڈاکٹر ممتاز احمد، جناب سید خلیل اللہ حسینی، جناب رحیم قریشی، جناب علی صدیقی، جناب شاہد صدیقی، جناب جاوید حبیب، جناب م۔ افضل، جناب کلیم الدین شمس، جناب مولانا وحید الزماں، جناب مولانا احمد بخاری، جناب ناز انصاری، جناب حکیم عبدالحمید دہلوی، جناب حکیم مصلح الدین مردانی وغیرہ سرفہرست ہیں۔

بیرونی علماء اور دانشوروں میں شیخ عبداللہ ابن السبیل مفتی اعظم سعودیہ عربیہ، ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف سکریٹری جنرل رابطۂ عالم اسلامی، جناب سید شریف الدین پیرزادہ سکریٹری جنرل موتمر عالم اسلامی، الشیخ عبداللہ ابن السبیل امام حرم مکہ مکرمہ، مرحوم علامہ آیت اللہ خمینی، صدر محترم علی الخامنائی، فلسطینی سربراہ جناب یاسر عرفات، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ڈاکٹر محسن التراکی، محمد حسین ھیکل، ڈاکٹر ربیع الہادی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

شہید ملت کے نام ان اکابر علم ودانش کے تاریخی، علمی، فکری اور ادبی مکتوبات خاصی اہمیت کے حامل ہیں جنہیں مناسب اور موزوں وقت پر شائع کرکے منظر عام پر لایا جانا چاہیئے۔

پاسپورٹ کی ضبطی

۱۹۸۵ء میں شہید ملت دورۂ مشرق وسطی اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد جب وطن واپس تشریف لائے تو سرینگر ایرپورٹ سے میرواعظ منزل تک عوام نے وہ والہانہ پرجوش اور شاندار استقبال کیا کہ کشمیر کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ایرپورٹ سے میرواعظ منزل آنے تک پورا دن لگ گیا۔ بعد میں میرواعظ منزل چوک پر شہید ملت نے ایک عظیم عوامی اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے اپنے

تفصیل ہونے کی دلچسپ اور علوماتی روداد سنائی' ادھر رابطہ عالم اسلامی نے ریاست کی نمائندگی کے لیے بحیثیت مستقل رکن میرواعظ مرحوم کا نام اپنے ایجنڈے میں شامل کر لیا تھا۔ اور ادھر مرکزی وزارت داخلہ نے بغیر کسی وجہ بتائے میرواعظ کے پاسپورٹ کو ضبط کرنے کا مقامی اہلکاروں کو حکم دے دیا تھا۔ آمرانہ اور جمہوریت کش اقدام کے خلاف ریاست میں زبردست احتجاج کیا گیا۔ اس سلسلہ میں جامع مسجد سرینگر کے علاوہ وادی کی متعدد مرکزی مساجد اور خانقاہوں میں میرواعظ کشمیر مولوی محمد فاروق کا پاسپورٹ ضبط کرنے پر متعلمین اور عوام نے بھی صدائے احتجاج بلند کیا۔ تقریباً ایک لاکھ لوگوں نے جامع مسجد میں بیک زبان اس قرارداد کو متحدہ طور منظور کیا جو اس موقع پر پیش کی گئی۔ قرارداد کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"جامع مسجد کا یہ عظیم اجتماع" پاسپورٹ کی ضبطی پر جامع مسجد میں قرارداد

حکومت ہند کے اس اقدام پر زبردست احتجاج کرتا ہے جس کی رُو سے جموں و کشمیر کے میرواعظ مولوی محمد فاروق کا پاسپورٹ بغیر کسی وجہ کے منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ان پر ملک سے باہر جانے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ یہ اجتماع اسے ایک غیر جمہوری' غیر دانشمندانہ اقدام تصوّر کرتا ہے اور اس اقدام کو بنیادی انسانی حقوق پر کاری ضرب سمجھتا ہے' یہ اجتماع محسوس کرتا ہے کہ اس قسم کے غیر آئینی' غیر جمہوری اقدامات سے شکوک و شبہات' بدگمانی اور بداعتمادی کو تقویت ملتی ہے جو کسی بھی صورت میں ملکی مفادات میں نہیں ہے۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ مرکز میں ایک نئی قیادت کا قیام عمل میں آیا ہے اور اس قیادت سے جموں و کشمیر کے عوام میں جو توقعات

والبستہ ہیں وہ کشمیر میں دل بدلو قانون کی سپرٹ کو نہ لانے اور یہاں کی غیر نمائندہ سرکار کی مسلسل حمایت کرنے سے ان توقعات کو بے حد ٹھیس پہنچی ہے جن کے نتائج کسی بھی صورت میں مفید نہیں ہو سکتے۔

یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ میر واعظ کے پاسپورٹ کی منسوخی کے احکامات کو کالعدم کیا جائے اور ان پر بیرونِ ملک جانے کی پابندیاں ختم کی جائیں۔"

ریاست اور ملک کے متعدد قابلِ ذکر اور موقر اخبارات نے میر واعظ کے پاسپورٹ کی منسوخی پر اداریے لکھے اور تبصرے شائع کیے (جس کی تفصیل ماہنامہ نصرۃ الاسلام بابت ماہ جون ۱۹۸۵ء میں دیکھی جا سکتی ہے) پاسپورٹ کی ضبطی کی وجہ سے میر واعظ جو مزید عالم اسلام سمیت پڑوسی ممالک پاکستان، بنگلہ دیش، اور مغربی ممالک کا تفصیلی دورہ کرنے کے خواہشمند تھے نہیں کر سکے اور بعد میں مقامی مصروفیات اور عوامی ذمہ داریوں نے بھی اس کے لیے مہلت نہیں دی۔

تصنیفی خدمات

یوں تو شہید ملت رات دن، دینی، ملی، مذہبی، رفاہی، اور سیاسی کاموں میں جٹے رہتے، صبح سے شام تک رہائش گاہ، میر واعظ منزل، انجمن نصرۃ الاسلام اور انجمن اوقاف جامع مسجد میں درجنوں افراد اور وفود سے ملاقاتیں فرماتے اس کے باوجود آپ نے اپنی مصروف عوامی زندگی سے وقت نکال کر باقاعدہ ۱۹۸۴ء میں "ادارۂ تصنیف و تالیف" کے نام سے مستقل ایک ذاتی ادارہ اپنی سرپرستی اور نگرانی میں قائم فرمایا جس کے اہتمام سے مختلف کتابچوں، پمفلٹوں، رسائل اور جرائد کے علاوہ اپنے بعض گرانقدر خطبات و خطابات، اولین مجموعہ "اسلام کا آفاقی پیغام" "اسلام کا سندیش"

"یونیورسل میسیج" (Universal Message) مواعظ و خطبات کا عوامی اور وقیع مجموعہ "اسلام کی بنیادی تعلیمات" شائع کروائیں اور زندگی کے آخری سالوں میں "اسلام کے احسانات" کے نام سے ایک یادگار اور تحقیقی تصنیف چھوڑی جسے ادارہ تصنیف و تالیف بہت جلد شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔

شہید ملّتؒ اور انجمن نصرۃ الاسلام

ریاست جموں و کشمیر کے تعلیمی اور ملّی اداروں میں انجمن نصرۃ الاسلام سب سے زیادہ قدیم، عظیم اور زندہ ادارہ ہے جو انیسویں صدی کے اواخر میں ریاست سے ناخواندگی اور جہالت کو دور کرنے کے لیے عظیم دینی اور روحانی پیشوا، شہید ملّتؒ کے جدّ امجد حضرت علامہ مولانا رسول شاہؒ نے قائم فرمایا تھا۔ اور تب سے بے پناہ مشکلات، مسائل اور موانع کے باوجود اب تک قوم کی علمی، دینی، دنیوی، تعلیمی، اصلاحی، اور سماجی خدمات انجام دینے میں حتیٰ المقدور مصروف کار ہے۔ اپنی گذشتہ نوّے سالہ دورِ حیات میں انجمن نصرۃ الاسلام نے اسلامی علوم کے پہلو بہ پہلو جدید اور علوم عصریہ کو پھیلانے میں جو شاندار رول ادا کیا ہے وہ کشمیر کی علمی تاریخ کا روشن ترین اور ناقابل فراموش باب ہے نصرۃ الاسلام کے تحت چلنے والے اداروں میں ایسے لوگوں نے تعلیم و تربیت حاصل کی جو آگے چل کر کشمیر میں دورِ حاضر کے مشاہیر ثابت ہوئے۔

انجمن کی تاریخ میں کتنے انقلابات آئے اور انجمن کو کیسے کیسے ہوشربا حالات سے دوچار ہونا پڑا وہ ایک تلخ اور طویل داستان ہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور بانیانِ انجمن کے اخلاص کی برکت تھی کہ انجمن

نصرۃ الاسلام زمانے کے ناموافق ہواؤں اور طوفانی تھپیڑے کھانے کے بعد اور بار بار موت و حیات کی کشمکش کے چکر سے کامیاب ہو کر نکل آنے کے بعد ہمارے سامنے زندہ موجود ہے۔

شہید ملتؒ میر واعظ مولوی محمد فاروقؒ نے انجمن کی ذمہ داریاں اس وقت سنبھالیں جب کہ انجمن کی تعلیمی اور مالی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ گورنمنٹ نے انجمن کش پالیسی اپنا کر "گرانٹ اِن ایڈ" (Grant in Aid) بند کر رکھا تھا۔ اور دوسری طرف عوام کے ایک مخصوص طبقہ کا رویہ بھی انجمن نصرۃ الاسلام کے تئیں نہ صرف یہ کہ منفی اور مایوس کن تھا بلکہ معاندانہ اور مخالفانہ بھی تھا۔ ان عناصر کی ہر ممکن یہی کوشش رہتی کہ انجمن کی شاندار تاریخ اور اس کی وسیع خدمات کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جائے۔ اس کے باوجود میر واعظ مرحوم نے ہمت نہیں ہاری۔ اور پوری دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ انجمن کی تعلیمی، اصلاحی اور تعمیری کاموں کو بڑھاوا دینے کے لیے خصوصی توجہ دیتے رہے۔ تنظیمی اور دیگر متعلقہ امورات میں بہتری لانے کی کوشش کی، موقع بموقع انجمن کے ملازمین اور اساتذہ کو ان کے فرائض اور ذمہ داریوں کا احساس دلاتے، ان کے جائز مطالبات اور حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدامات اٹھائے۔ یہ صرف صدر انجمن شہید ملتؒ کی بے لوث خدمات اور مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا کہ گذشتہ کئی سال سے "گرانٹ ان ایڈ" کی بندش کے باوجود انجمن اپنے تعلیمی مشن کی آبیاری میں مصروف کار ہے۔ میر واعظ مولوی محمد فاروقؒ نے اپنے دورِ صدارت میں انجمن کے تحت چلنے والے اداروں کے جملہ مصارف اور اخراجات بخوبی پورے کرنے کے علاوہ جو ٹھوس اور تعمیری کارنامے انجام دیے ان کا سرسری جائزہ پیشِ خدمت

ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آج ہر محلہ اور گلی کوچہ میں تعلیمی، تجارتی اداروں کی کثرت کے باوجود انجمن کے ماتحت ادارے کس طرح اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اور داخلی و خارجی محاذوں پر انجمن کو کن مشکلات کا سامنا ہے۔

اسلامیہ مڈل سکول امیرا کدل، اور صفا کدل کے لیے خطیر رقم کے عوض مکانات خریدے گئے۔ سینٹرل ہائی سکول راجوری کدل، اسلامیہ ماڈل سکول اور اورینٹل کالج کے مکانات کی تجدید و تعمیر پر بھی بڑی رقمیں خرچ کیں۔ اور اس کے علاوہ اسلامیہ ہائی سکول بوٹہ کدل کے لیے جدید عمارت کی تعمیر میں تقریباً آٹھ لاکھ روپے صرف کر کے ایک شاندار سہ منزلہ بلڈنگ کھڑی کر دی جس کے سبب اس پورے علاقہ کے بچے اور بچیاں علم کے زیور سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ ان جملہ خرید شدہ اور تعمیر شدہ عمارتوں کے لیے ریاستی حکومت اور گورنمنٹ سے اب تک انجمن کو ایک پائی کی امداد بھی نہیں ملی ہے۔ بلکہ گورنمنٹ انجمن کے تحت چلنے والے اداروں کے سالانہ واجبی گرانٹ ادا کرنے سے بھی لیت و لعل اور ٹال مٹول کرتی آ رہی ہے۔ چنانچہ تازہ اطلاعات اور رپورٹ کے مطابق مندرجہ ذیل مدارس کے سالانہ گرانٹ بھی کئی سالوں سے وصول طلب ہیں۔

۱۔ اسلامیہ ہائی سکول، راجوری کدل جو صدر مرحوم کی ذاتی توجہ اور دلچسپی کے باعث اب ایک بار پھر مثالی ادارہ بن رہا ہے اور آج نونہالانِ قوم کی اچھی خاصی تعداد اپنی علمی پیاس بجھانے میں مصروف ہے۔ سکول کا نظم و ضبط، تعلیمی معیار، ڈسپلن اور امتحانی نتائج بڑی حد تک اطمینان بخش ہیں۔ اس مرکزی ادارہ کا سابقہ منظور شدہ (grant in aid) ابھی تک

وصول طلب ہے۔

۲۔ اسلامیہ ہائی سکول درگجن ، یہ سکول ایک کرایہ کے مکان پر تاحال زیر عمل رہا ہے۔ اس سلسلہ میں انجمن اور اہالیان علاقہ زمین کے حصول اور تعمیر مکان کے لیے کوشش جاری رکھے ہوئے ہیں مگر گورنمنٹ کی بے اعتنائی سے اب تک اس میں کامیابی نہیں ہو سکی ہے۔ حالانکہ اس سکول کے طلبہ Sports میں نمایاں اور قابل ذکر حصہ لیتے آئے ہیں۔

۳۔ اسلامیہ مڈل سکول امیرا کدل ، انجمن نے فراہمی چندہ اور قرضہ حاصل کرنے کے بعد اس سکول کی عمارت ایک موٹی رقم میں خریدی جس کے لیے اب تک grant حاصل نہیں ہو سکی۔

۴۔ اسلامیہ مڈل سکول صفا کدل ، انجمن نے ایک بڑی رقم کے عوض اس سکول کا مکان بھی خریدا ہے جس کی بلڈنگ گرانٹ وصول طلب ہے اور سالانہ گرانٹ ابتدائی بھی ۸۰-۱۹۷۹ء وصول طلب ہے۔

۵۔ اسلامیہ مڈل سکول ، فتح کدل اس اسکول کی سالانہ گرانٹ بھی گورنمنٹ کے ذمہ باقی ہے۔

۶۔ اسلامیہ سکول رعناوادی اس کی ابتدائی سالانہ گرانٹ ۷۸-۱۹۷۷ء وصول طلب ہے۔

۷۔ اسلامیہ مڈل سکول بلبل لنکر (شیو پورہ) اس کی سالانہ گرانٹ ابتدائی بھی ۱۹۷۹ء وصول طلب ہے۔ یہ سکول بلبل لنکر سے شیو پورہ منتقل کیا گیا تھا مگر گورنمنٹ نے اس اسکول کے متوازی اور ہمسائیگی میں اپنا سکول کھولا، چنانچہ مجبوراً انجمن کو سکول ہذا بوشکیل منتقل کرنا پڑا۔

۸۔ اسی طرح اسلامیہ اورینٹل کالج کی لائبریری گرانٹ بھی کئی سالوں سے

مسلسل وصول طلب ہے۔

انجمن کے اغراض ومقاصد

انجمن نصرۃ الاسلام کے مخلص بانی سر سید میر واعظ مولانا رسول شاہ مرحوم نے جن اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے اس علمی اور تہذیبی دانشگاہ کی بنیاد رکھی تھی، یعنی :۔

— کتاب وسنت کی ترویج واشاعت ۔
— اسلامی تعلیمات کے علاوہ عصری علوم سے نئی نسل کو آراستہ کرنا۔
— مسلمانوں کے کردار کو اسلامی اقدار کا آئینہ دار بنانا۔
— مذہبی، اخلاقی، اقتصادی، تہذیبی اور سماجی امور میں عوام کی مثبت اور صحیح رہنمائی کرنا۔
— جدید تعلیم اور مذہب میں توازن پیدا کرنا۔
— مسلمانوں میں "امت وسط" کے تصور کو جاگزیں کر کے ان میں اتحاد پیدا کرنا۔
— روحانی (Spiritual) اور اخلاقی (Moral) جذبے کو ابھارنے کے ساتھ ساتھ عالمی اخوت (Brother Hood Human Kind) کے کاز کو تقویت پہونچانا۔ وغیرہ۔

مذکورہ بالا اغراض ومقاصد کی آبیاری کے لیے انجمن نے اپنے تقریباً سو سالہ دور حیات میں اگرچہ گرانقدر کام کیا ہے اس کے باوجود شہید ملت صدر محترم میر واعظ مرحوم نے بارہا اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ابھی ان مقاصد اور پالیسیوں کی تکمیل کے لیے بہت کچھ کرنا باقی ہے اور اس ادارہ کو مزید فعال اور متحرک بنانے اور موجودہ وقت کے تقاضوں کے مطابق اس کی اہمیت اور افادیت کو بڑھانے کے لیے مسلسل، انتھک، پُرخلوص اور اجتماعی

کو شش میں بروئے کار لانے کی اشد ضرورت ہے۔

میرواعظ مرحوم نے گذشتہ پانچ سال کے دوران مشکلات کے باوجود خاص طور پر انجمن کے تئیں جو متعدد انقلابی اور تعمیری نوعیت کے اقدامات اٹھائے ان کے مفید نتائج بتدریج سامنے آرہے ہیں اور ان کی بدولت نہ صرف تعداد طلبہ کی کمی دور ہوئی ہے بلکہ اس میں تماصنا اضافہ ہو رہا ہے حتیٰ کہ بعض سکولوں میں جگہ کی کمی کی وجہ سے نئے داخلے بند کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی معیار بھی بڑی حد تک بلند ہوا ہے جس کا ہر بہی خواہ انجمن کو بخوبی علم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انجمن کے ساتھ عوام کے دست تعاون واشتراک میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ جہاں تک معلمین انجمن کا سوال ہے تو انجمن کی نئی پالیسی کے تحت صدر محترم کی خصوصی ہدایت کے مطابق نوجوان اور سند یافتہ اساتذہ کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اور اس وقت اعلیٰ تعلیم یافتہ محنتی اور ٹرینڈ اساتذہ (جن میں استانیاں بھی شامل ہیں) کی جتنی تعداد انجمن کے ماتحت اداروں میں کام کرتی ہے ماضی قریب اور بعید میں اتنی کبھی نہیں تھی، اور ان میں اکثر فرض شناس، محنتی اور تعمیری صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ غرض انجمن کی موجودہ حالت کسی بھی صورت میں کمزور نہیں بلکہ رُو بہ ترقی ہے۔ البتہ اس وقت بھی ریاستی حکومت کے پاس تقریباً سولہ لاکھ روپے کی خطیر رقم بطور "گرانٹ اِن ایڈ" واجب الادا ہے اور اگر انجمن کا کوئی مسئلہ ہے تو بس یہی ہے کہ ریاستی حکومت اور محکمۂ تعلیم اس کے ساتھ ہمیشہ امتیاز اور جانب داری کا رویّہ اپنائے ہوئے ہے۔

(Grant in Aid) جو انجمن کے سکولوں کا قانونی اور آئینی حق ہے ایک طرف وہ انتہائی ناکافی ہے دوسری طرف ایک دوسرا بہانہ کر

اسکولوں کے کیسس (Cases.) کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے دفتروں میں پڑے ہیں جس کی وجہ سے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آج بھی اگر اس خالص تعلیمی ادارہ کو سیاسی انتقام گیری کا نشانہ نہ بنایا جائے اور اس کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک نہ کیا جائے تو اس ادارہ کے عظیم مقاصد کی تکمیل کی راہیں ہموار ہونے میں بڑی مدد ملے گی۔

مرحوم صدر انجمن نے' انجمن کی آمدنی کے مستقل ذرائع قائم نہ ہونے انجمن کے پاس اب تک کوئی جائیداد منقولہ نہ ہونے کے باوجود انجمن کے املاک میں اضافہ کروانے میں قابلِ قدر رول انجام دیا جس سے انجمن کی پروپارٹی (Property) میں اضافہ ہوا ہے۔ جہاں تک انجمن کے حسابات کا تعلق ہے وہ ایک کھلی کتاب ہے۔ جسے کوئی بھی شخص انجمن کے دفتر میں آکر موقع پر مشاہدہ کر سکتا ہے۔ روزِ اول سے انجمن ہمیشہ اپنی رقومات بینکوں میں رکھتی آئی ہے اور جو بھی رقم برآمد کی جاتی ہے بذریعہ چیک کی جاتی ہے۔ محکمۂ تعلیم کو گرانٹ اِن ایڈ کے سلسلہ میں ہمیشہ جملہ حسابات ایک چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ کے ذریعہ چیک و پڑتال کرواکے ارسال کیے جاتے ہیں۔ سال میں محکمۂ تعلیم کی طرف سے ہر سکول کا دو دفعہ معائنہ کیا جاتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں بھی کسی بھی بے ضابطگی کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

انجمن کی اشاعتی خدمات

صدر انجمن میر واعظ مرحوم نے اپنے دورِ صدارت میں تعلیمی فروغ کے علاوہ جو اہم دینی اور اشاعتی کام کیا ہے ان میں نمایاں ترین مہاجرِ ملت میر واعظ مولانا محمد یوسف شاہ مرحوم کے قرآن مجید کا کشمیری زبان میں ترجمہ و تفسیر کی اشاعت و طباعت کے بعد بڑے پیمانے پر اس کو پھیلانا ہے آج

اس علمی تحفہ اور نایاب ہدیہ سے کشمیر کا بچہ بچہ مستفید ہو رہا ہے۔ گذشتہ سال دوبارہ ایک بھاری رقم سے کتابتی غلطیوں اور دیگر خامیوں کی اصلاح کے بعد نئے اہتمام سے صرف دو ضخیم جلدوں میں مذکورہ تفسیر کو شائع کروا کے انجمن نصرۃ الاسلام کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے ریاست کے مدارس اسلامیہ، مکاتب دینیہ، اسلامی و دینی لائبریریوں، ائمہ اور خطیب حضرات کو ہدیتاً پیش کیا گیا ہے۔ بلاشبہ اس طرح تعلیمات قرآنی کو عام کرنا مرحوم میرواعظ کے حسنِ کوشش ہی کا فیض ہے۔

صدر مرحوم نے اپنی نگرانی اور سرپرستی میں انجمن کی طرف سے ایک علمی ماہوار جریدہ "نصرۃ الاسلام" بھی اجراء کروایا جو اسلامی، تاریخی، اخلاقی اور ادبی قدروں کا آئینہ دار ہے۔ اور خاموشی و یکسوئی کے ساتھ ملت کی مبثت خدمات انجام دیتا آرہا ہے۔ خطۂ کشمیر سے شائع ہونے والا یہ منفرد دینی رسالہ ہے جو برصغیر کے علمی حلقوں میں پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

انجمن کی شاندار لائبریری جس میں بیش بہا کتب اسلامیہ کا ذخیرہ موجود ہے یقیناً صدر مرحوم کے علمی ذوق کی مظہر ہے۔ صرف چند سال بیشتر شہید ملت" نے اسے قائم فرمایا تھا۔ لائبریری کو مزید وسعت دینے اور اس کے علمی فیض کو عام کرنے کا ایک جامع منصوبہ صدر انجمن کے ارتقائی منصوبوں میں شامل تھا۔

میرواعظ مرحوم کی نظر میں انجمن نصرۃ الاسلام صرف ایک تعلیمی ادارہ ہی نہیں تھا جس کا مقصد سنگ و خشت کی بڑی بڑی بلڈنگیں کھڑی کر دینا اور ظاہری آرائش و زیبائش کی نمائش و نمود کر کے لوگوں کا استحصال کرنا ہو۔ نہ ہی اس کا

مقصد چند بچوں کو کتابی تعلیم یا کچھ اساتذہ کے لیے روزی روٹی کا حصول کرنا بلکہ یہ قوم کے حق میں ایک ہمہ گیر اسلامی اصلاحی اور جامع تحریک ہے اور اس کے اغراض و مقاصد اور دائرہ کار بے حد وسیع اور متنوع ہیں۔ اس لیے انجمن کے اراکین، بہی خواہاں، مدرسین و متعلقین کو یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ انجمن نصرۃ الاسلام موجودہ دور میں تب ہی اپنا وجود منوا سکتی ہے جب وہ نئی نسل کو عصری تعلیم امتیازی شان کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم سے آراستہ کرنے کا فریضہ انجام دے اور تمام مسلمانوں کے کردار کو اسلامی تعلیمات کے قریب تر لانے، ان میں روحانی، اخلاقی اور اعلیٰ انسانی اقدار کو اجاگر کرنے کے عظیم فرائض بھی بحسن و خوبی انجام دے۔

شہید ملتؒ کی ایک اہم خواہش

شہید ملتؒ میر واعظ مرحوم کی یہی دلی خواہش اور زبردست آرزو تھی کہ انجمن نصرۃ الاسلام عصر حاضر کے چیلنج کا موثر جواب دینے کے لیے سرگرم عمل ہو، اور ملت کے موجودہ امراض کا علاج کرنے میں یہ ادارہ مفید رول ادا کرے اور قوم کی جو نئی پود پروان چڑھے ان کے دائیں ہاتھ میں قرآن پاک اور بائیں ہاتھ میں سائنس کی جدید کتاب ہو۔

مستقبل کے خاکے اور عزائم

شہید ملتؒ نے انجمن نصرۃ الاسلام کے دائرہ کار کو مزید وسعت دینے کے لیے جو اہم خاکے اور پروگرام مرتب کیے تھے ان میں سرفہرست مرکزی اسلامیہ ہائی سکول میں فوری طور B.Ed اور T.D.C کے کلاسس کھولنے، اسلامیہ اورنٹیل کالج کی تجدید و اصلاح، مقامی اور بیرونی طلبہ کے قیام و طعام کے لیے بورڈنگ ہاؤس کی تعمیر، انجمن کے تحت "یتیم خانہ" کا قیام

لڑکیوں کے لیے ایک الگ تعلیمی اور تربیتی ادارہ "مدرسۃ البنات" کا خاکہ "ملیہ کالج" کا قیام اور علوم مروجہ کے ساتھ ساتھ "صنعت وحرفت" کی تعلیم کا انتظام وغیرہ پروگرام شامل ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ انجمن کے موجودہ صدر محترم میرواعظ مولوی محمد عمر فاروق کو اللہ تعالیٰ توفیق، ہمت اور حوصلہ عطا فرمائیں تاکہ وہ شہید ملت صدر مرحوم نے انجمن کے ارتقائی، تعلیمی اور تعمیری منصوبوں کا جو جامع پروگرام اور خاکہ مرتب کیا تھا ان میں مناسب اور موزوں رنگ بھر سکیں اور اس عظیم تاریخی، ملی اور دینی ادارہ کو مزید فعّال، متحرک اور مافیض بنانے میں اپنا کلیدی کردار ادا کر سکیں۔

شہید ملتؒ اور انجمن اوقاف جامع مسجد تاریخی جامع مسجد سرینگر مسلمانانِ کشمیر کے دینی اور اسلامی عقیدت کا مرکز اور عظیم عبادت گاہ ہے، تعمیر کے بعد سے مختلف دورِ شاہان وسلاطین میں اس کا انتظام وانصرام سرکاری اور غیر سرکاری دونوں سطح پر جاری ہے۔ (جامع مسجد کی جامع اور مکمل تاریخ اور دیگر تفصیلات "تاریخ جامع مسجد" مرتبہ شہید ملت میرواعظ مرحوم میں دیکھی جا سکتی ہے یہاں تفصیل کا موقع نہیں۔)

تاہم سنہ ۱۹۴۸ء میں جب مرحوم شیخ عبداللہ ریاست کے وزیر اعظم بنے تو انہوں نے انتظامیہ کمیٹی کو از سر نو تشکیل دیا سنہ ۱۹۵۲ء میں خزانہ میں کوئی ۳۱ ہزار روپے کی رقم موجود تھی۔ سنہ ۱۹۵۳ء میں جب مرحوم بخشی غلام محمد وزیر اعظم بنے تو انھوں نے ایک کشمیری مہاجر کی وقف کردہ جائداد کی آمدنی سے چھت کی ٹین پوشی کرائی اس پر اکیاسی ہزار روپے صرف ہوئے۔ ادارۂ اوقاف اسلامیہ جموں وکشمیر سنہ ۱۹۷۰ء تک جامع مسجد کا انتظام چلاتا رہا۔

بالآخر یکم جولائی ۱۹۵۳ء کو جامع مسجد کی اندرونی و بیرونی خستہ حالت میں بہتری لانے کی غرض سے ایک علیحدہ تنظیم "انجمن اوقاف جامع مسجد" کے نام سے شہید ملت میر واعظ کشمیر مولوی محمد فاروق کی سربراہی میں عمل میں لائی گئی۔ ۱۹۵۳ء سے لے کر ۱۹۷۰ء تک یعنی سترہ سال کے عرصے میں کل آمدنی ایک لاکھ بیس ہزار روپے اور کل اخراجات ایک لاکھ نوے ہزار روپے کیئے گئے۔ صدر مذکورہ عہد کے خاتمے پر جو روپیہ موجود تھا وہ خرچ کیا۔ "مسلم اوقاف ٹرسٹ" نے مسجد شریف کے نام کوئی سرسٹھ ہزار روپے قرض واجب الاداد کھایا جس کی ادائیگی کے لئے ذریعہ باغ کا مکان اوقاف ٹرسٹ نے وقتی طور پر اپنی تحویل میں لے رکھا ہے۔ ظاہر ہے یہ صورت حال اس لیے بھی پیدا ہوئی تھی کہ آمدنی کے ذرائع تلاش کرنے کی طرف مؤثر توجہ نہیں دی گئی تھی۔ مسجد شریف کی دیکھ بھال، برداخت اور ضروریات کے لیے محدود وسائل اور وہ بھی غیر مستقل انتہائی ناکافی تھے اس لیے مسجد شریف کی مجموعی حالت میں جو ابتری پیدا ہوئی وہ محتاج بیان نہیں۔

صدر انجمن اوقاف شہید ملت کی سربراہی میں ارکین اور کارکنانِ انجمن نے اس عظیم اور تاریخی عبادت گاہ کی ظاہری اور باطنی حالت بہتر بنانے، خاص طور پر اس کی عظمتِ رفتہ بحال کرنے اور مستقل ذرائع آمدنی قائم کرنے کا جو کام ہاتھ میں لیا اس میں تائیدِ الٰہی اور عام لوگوں کے اشتراک و تعاون سے انہیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔

اصلاحی و تعمیری کام جامع مسجد کی حفاظت، صیانت اور ترقی کے لیے مستقل انتظام کرنے، مسجد شریف

کو دوسرے تو دین اسلام کی تعلیم و اشاعت، دعوت و تبلیغ اور قومی اصلاح و بیداری کا مرکز بنانے کے لیے شہید ملت میر واعظ کشمیرؒ نے جو تعمیری، فکری اور ارتقائی منصوبہ بند پروگرام مرتب کیا تھا اس پر رفتہ رفتہ عمل ہوتا رہا اور آج کاموں کا جائزہ لینے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ اس سمت میں خاصی پیش رفت ہوئی ہے۔ انجمن اوقاف کے اہتمام سے لاکھوں روپے خرچ کرکے مسجد شریف کے باہر چاروں طرف پارکیں بنوائی گئیں، متعدد تعمیرات اور دکانات تعمیر کروائی گئیں ۔ باہر کی سڑکوں کو پختہ بنوایا گیا اور مسجد شریف کے اندر و باہر صفائی، روشنی، لاؤڈ سپیکر اور بجلی کا جدید و معقول انتظام کروایا گیا اور مسجد شریف کے اندر صحن کی چمن بندی کرائی گئی۔ پوری مسجد کو مناسب فرش سے آراستہ کرنے پر زر کثیر صرف کیا گیا اور اس کے علاوہ "تعلیم القرآن" کے نام سے ایک مدرسہ کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ شہید ملتؒ کی نظر میں ابھی یہ کام کی ابتداء تھی۔ انجمن اوقاف کی اسلامی، تعمیری اور ارتقائی سکیم جب پوری طرح عمل میں لائی جائے گی تو "مسجد جامع" تبلیغ و ارشاد اور علم و عرفان کا مرکز ہونے کے لحاظ سے ایک بار پھر اس رتبہ پر فائز ہوگی جو اس کی تعمیر کے وقت حضرت میر محمد علی الہمدانیؒ کے پیش نظر اور شہید ملتؒ میر واعظ کشمیرؒ کے دل و دماغ میں تھی۔

مرکز اسلام

میر واعظین کشمیر (رحمہم اللہ اجمعین) نے جامع مسجد کو شروع سے دعوتِ اسلام، اشاعت اسلام اور حفاظتِ اسلام کے لیے مرکزی حیثیت دی اور مشکلات اور ناموافق حالات کی پرواہ کیے بغیر یہاں کے مقدس منبر و محراب سے وعظ و تبلیغ اور

دعوت وارشادات جاری رکھ کر مسلمانوں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلام کی عظیم اور آفاقی تعلیمات اور دینی مسائل و احکام سے روشناس کرتے رہے اور یہ سلسلہ الحمدللہ آج بھی جاری ہے۔ سرینگر کی جامع مسجد ایک تاریخی اور عظیم عبادت گاہ ہونے کے علاوہ سیاحتی اہمیت کی بھی حامل ہے یہی وجہ ہے کہ ملکی، خاص طور پر غیر ملکی سیاح بڑی تعداد میں یہاں آتے ہیں اور اس نادر فنِ تعمیر سے انتہائی متاثر ہو کر اس کی داد دیے بغیر نہیں رہتے۔

جامع مسجد کی تاریخی اور سیاسی اہمیت

جامع مسجد سرینگر کو زبردست تاریخی اور سیاسی اہمیت بھی حاصل ہے۔ گذشتہ چھ سو سال سے اس کے ساتھ ریاستی مسلمانوں کی تاریخ وابستہ چلی آرہی ہے۔ اسلامی اور دینی تحریک کے علاوہ یہ تاریخی مرکز لوگوں میں علمی، سیاسی، سماجی، اصلاحی، اخلاقی، تہذیبی اور ثقافتی، بیداری پیدا کرنے میں بھی مرکزی اور نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔ جامع مسجد کشمیر جہاں مسلمانانِ ریاست کا حصار اور مضبوط قلعہ ہے وہاں یہ کشمیر کی ملی اور قومی تحریک کا مرکز بھی چلی آرہی ہے۔ ۱۹۳۱ء میں جب "تحریک حریت کشمیر" کا آغاز ہوا تو جامع مسجد نے رائے عامہ کو بیدار کرنے میں اہم رول ادا کیا اور کشمیر میں قیادت کے بلند اور مستحکم مینار استوار کیے۔ جامع مسجد کے باہر شمال و مشرق کے کونے میں تحریک بیداری کشمیر کے بعض شہیدوں کا مدفن ہے۔ اسی طرح درگاہ حضرت بل سے ۱۹۶۳ء میں موئے مقدس اٹھائے جانے کے سلسلہ میں جو عوامی تحریک شروع ہوئی وہ بھی جامع مسجد کے منبر و محراب سے پروان چڑھی اور ریاست میں تاریخ ساز ملی اتحاد، وحدتِ اسلامی اور قومی یکجہتی کا باعث بنی۔ غرض جامع مسجد

ایک ایسی فصیل ہے جو نہ صرف ہمارے عظیم مقاصد کی ترجمان بلکہ اتحاد کی پاسبان ہے اور اس کے ہمہ گیر اور جامع کردار کا احیاء شہید ملتؒ کی زندگی کا ایک بنیادی مشن تھا۔

مالی امداد و تعاون

انجمن اوقاف کے باقاعدہ قیام اور مستقل محدود آمدنی کے ذرائع مستحکم ہونے کے بعد مسجد شریف کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ صدر انجمن شہید ملت میرواعظ کشمیرؒ ہر سال بلا ناغہ ریاست اور ملک کے مدارس اسلامیہ، مکاتیب قرآنی، اسلامی درس گاہوں، لائبریریوں اور مساجد کی تعمیر و تجدید کی غرض سے ہزاروں روپے کی مالی معاونت بہم پہونچاتے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اشاعت دین کے بنیادی مقصد کو تقویت پہونچانے کے لیے "انجمن اوقاف جامع مسجد" کا رول کسی بھی اہم اوقافی ادارے سے پیچھے یا کم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور حاجت مندوں کی حسب ضرورت و گنجائش ہمیشہ مالی مدد کرتے رہتے۔ کئی ایک کو قرض حسنہ دیا گیا۔ جس کی تمام تر تفصیلات اور ریکارڈ "انجمن اوقاف جامع مسجد" کے دفتر میں کسی بھی وقت کوئی بھی آدمی آکر ملاحظہ کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ تحریک حریت کشمیر کے دوران گذشتہ دو سال میں شہید ہونے والوں کے مستحق لواحقین کی "انجمن اوقاف" سے شہید ملتؒ نے ایک بھاری رقم سے خفیہ طور پر خدمت کی جس کے اظہار کی نہ میرواعظ مرحوم نے کبھی ضرورت محسوس کی اور نہ ہی اس کو پبلسٹی دی گئی۔ لیکن اب جب کہ حضرت شہید ملتؒ ہمارے درمیان نہیں رہے تو اس کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے اس امر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شہید ملت میرواعظ مرحوم نے تاریخی جامع مسجد کے انتظام و انصرام کو اپنی تنظیمی صلاحیت، لیاقت اور خصوصی دلچسپی سے اس مقام تک پہونچا دیا ہے کہ اب مسجد شریف کے ضروری اور بنیادی مصارف، اوقاف کے ملازمین اور ماتحت عملہ کے واجبی اخراجات اور دوسری اہم ضروریات کی انجمن خود متکفل ہے۔
مسجد شریف کی مزید بہتری، گرد و پیش کے ماحول کو خوبصورت اور پرکشش بنانے، ایک معیاری "مسافر خانہ" اور اعلیٰ سطح کا ایک تحقیقی "کتب خانہ" قائم کرنے اور ایک مستقل "دار المبلغین" کے قیام کا شہید ملتؒ حضرت میرواعظ کشمیر کے ذہن میں جو نقشہ تھا انشاء اللہ العزیز اوقاف کی موجودہ انتظامیہ رفتہ رفتہ صدر انجمن میرواعظ کشمیر مولوی محمد فاروق کی سربراہی میں ان خاکوں میں رنگ بھرنے کی کوشش کرے گی۔

ناقابل تلافی نقصان

ریاستی عوام کے علاوہ علماء، ائمہ، دانشور، مفکرین، اہلِ علم، اہل قلم، سیاست داں سماجی کارکن، قائدین اور زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے افراد شہید ملت میرواعظ کشمیر مولوی محمد فاروقؒ کی جدائی میں خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ ہر ایک کو بے بسی، بے کسی اور یتیمی کا شدت سے احساس ہو رہا ہے۔ اس لیے کہ قوم و ملت کے ممتاز رہنما، تحریک حریت کے روحِ رواں علم و فضل کے شہسوار، فکر و فلسفہ کے امام، بزم ادب و دانش کے صدر نشین دانائے زمان، فخرِ روزگار، آتش بیان خطیب، شعلہ بار مقرر، داعیٔ اسلام، مبلغ اعظم، مخزنِ رشد و ہدایت، امیر شریعت، شہید ملت میرواعظ کشمیر مولوی محمد فاروقؒ ہمارے درمیان نہیں رہے۔ شہید ملت میرواعظ کشمیر کا موجودہ

تاریک سنگین اور بحرانی حالات میں منزل ناآشنا کاروان کی قیادت سے منہ موڑ لینا، ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کو بیچ سمندر میں چھوڑ دیا، ایک ایسی آزمائش، امتحان اور ابتلاء ہے جس میں کامیابی اور ساحل مراد تک پہنچنے کے امکانات بے حد تاریک نظر آرہے ہیں۔

معلم شیراز شیخ سعدیؒ نے بجا کہا ہے کہ ؎

سالہا باید کہ تا یک سنگِ اصلی ز آفتاب
لعل گردد در بدخشاں یا عقیقے در یمن

دانائے راز ہونے کے لیے انسان کو ایک عمر چاہیے، زندگی کے نشیب و فراز، زمانہ کے سرد و گرم اور انقلابات کے اُتار چڑھاؤ ایک نہیں کئی بیت جاتے ہیں۔ مختلف بھٹیوں میں زندگی تپتی ہے۔ متعدد طوفان اور حادثوں کے تھپیڑے کھانے پڑتے ہیں پھر کہیں انسان اس قابل ہوتا ہے کہ بصیرت، فکر اور شعور و آگہی سے نوازا جائے۔ اس کے نظریات میں ٹھہراؤ اور اس کے مشاہدات میں جماؤ پیدا ہو۔ تجربات پھر اسے وہ پختگی اور مشاقی عطا کرتے ہیں کہ حالات و حادثات کے اسباب و نتائج تک اس کی نظر عام لوگوں کی نظروں سے بہت پہلے پہنچ جاتی ہے، ایسی ہستیاں قابلِ قدر ہوتی ہیں۔ ایسی شخصیتوں کی عظمت کے لیے دل خواہ مخواہ جھکا پڑتا ہے وہ نئے راہ چلنے والوں کے لیے رہبر منزل ہوتے ہیں اور نو آموزوں کے لیے استاذ کامل، اس پس منظر میں بھی شہید ملتؒ کا ہم سے یک بیک جدا ہونا صرف ایک فرد یا ذات کا جدا ہونا نہیں ہے وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ایک مکتب فکر تھے۔ ایک ادارہ (Institution) تھے۔ قدیم و جدید کے حسین سنگم تھے، ہماری علمی، دینی، ملی، دعوتی، اصلاحی اور سیاسی تاریخ

شہید ملت" کی جہت، متنوع شاندار اور گرانقدر خدمات اور سنہرے کارناموں کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔

بلاشبہ قوم و ملت اپنے ایک مخلص اور بے باک ترجمان، وسیع النظر عالم دین، اسلامی اسکالر بلند قامت سیاسی رہنما اور عظیم مرد مجاہد سے محروم ہو گئی ہے جس کے تدارک اور تلافی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ؎

جان کر منجملہ خاصانِ میخانہ تجھے　　　مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

(جاری)

اعلان

صحت برائے مولانا علی محمد شبیر میواتی ناظم جامعہ رحیمیہ مہندیان دہلی

ان دنوں حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحبؒ کے یہ بہت قریبی رفیق دل کے دورے کی وجہ سے بیماری میں سخت مبتلا ہیں۔ آجکل وہ پنت اسپتال میں اسپیشل وارڈ میں تقریباً دو ماہ سے داخل ہیں۔ میں ان کے لیے خاص اوقات میں دعائے صحت کی درخواست کرتا ہوں ——— (عمید الرحمٰن عثمانی)

دعائے مغفرت

مولانا حامد حسن صاحب عثمانی مرحوم ادارہ ندوۃ المصنفین دہلی کے بہت پرانے کارکن جو کافی طویل علالت کے بعد اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ موصوف انتقال سے قبل اس ادارے کے کاموں سے کافی عرصے سے مستثنیٰ ہو چکے تھے۔